صریرخامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 05, Issue 02 (April-June 2026)

عقیدۂ نزولِ عیسیٰ سے متعلق غلام احمد پرویز، جاوید احمد غامدی اور وحید الدین خان کے افکار و نظریات کا تحقیقی و تقابلی مطالعہ

A Research-Based Comparative Study of the Views and Perspectives of Ghulam Ahmad Parwez, Javed Ahmad Ghamidi, and Wahiduddin Khan on the Doctrine of the Descent of Jesus

Waqas-ur-Rehman
PhD Research Scholar, Qurtuba University of Science and Information Technology, Peshawar
wrehman652@gmail.com

Dr. Hafiz Sardar Ali
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology, Peshawar
dr.sardarali@qurtuba.edu.pk

Abstract:

The doctrine of the descent of Prophet ʿĪsā (Jesus, peace be upon him) has long held an important place in Muslim eschatological thought. This study examines how three prominent South Asian Muslim scholars—Ghulam Ahmad Parwez, Javed Ahmad Ghamidi, and Wahiduddin Khan—understand this doctrine and how their views differ from the position generally accepted in classical Sunni scholarship. The study follows a comparative and critical approach, focusing on their interpretation of the relevant Qur'anic verses, Prophetic traditions, and theological arguments. The analysis shows that all three scholars question, reinterpret, or reject the traditional belief in the bodily ascent and future physical return of Prophet ʿĪsā, although they do so on different grounds. Parwez approaches the issue through a rationalist and strongly Qur'an-centred method and tends to interpret eschatological accounts in a symbolic sense. Ghamidi argues that the Qur'an does not clearly establish the bodily ascent or future descent of Prophet ʿĪsā and assesses the related Hadith reports according to his own principles of interpretation. Wahiduddin Khan also adopts a rational and reform-oriented approach and does not accept the traditional understanding of a literal return in its commonly held form. These views are critically evaluated in the light of classical Qur'anic exegesis, Hadith literature, and Sunni theological writings. The study finds that the traditional doctrine rests on a broad body of transmitted evidence and has been consistently upheld by mainstream Muslim scholars. According to this position, Prophet ʿĪsā was neither killed nor crucified but was raised by Allah and will return before the end of time, defeat the Dajjāl, establish justice, and later die a natural death. The study concludes that the interpretations of Parwez, Ghamidi, and Khan reflect modern rationalist and reformist concerns, but they remain difficult to reconcile with the dominant understanding of the Qur'an, Sunnah, and the established Sunni theological tradition.

Keywords: *Prophet ʿĪsā, descent of Jesus, Ghulam Ahmad Parwez, Javed Ahmad Ghamidi, Wahiduddin Khan, eschatology, Sunni theology*

تمہید

زیر نظر مقالہ ایک تقابلی و تنقیدی جائزہ پر مشتمل ہے۔ اس میں بر صغیر کے معاصر مفکرین خصوصا غلام احمد پرویز، جاوید احمد غامدی اور وحید الدین کے افکار بابت نزول عیسی علیہ السلام کو بیان کیا گیا ہے۔ کہ معاصر مفکرین نے ایک مسلمہ عقیدے کے بارے میں جمہور امت سے ہٹ کر ایک الگ راستہ اختیار کر لیا ہے۔ تحقیق سے یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ جمہور اہل سنت والجماعت کا موقف اس عقیدے کے بارے میں بالکل قرآن کریم، احادیث متواترہ، اور سلف صالحین کے فہم پر مبنی ہے۔ اور یہ کہ ان کی فکر وہی ہے جو ساڑھے چودہ سو سال سے اس امت میں متوارث چلی آرہی ہے ۔ کہ اللہ تعالی نے عیسی علیہ السلام کو یہودیوں کی سازش سے بچا کر زندہ آسمانوں پر اٹھایا ہے ۔ قرب قیامت وہ دوبارہ اپنے جسم عنصری کے ساتھ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ یہاں پر آکر دجال اور یاجوج وماجوج کا خاتمہ کر کے ایک انصاف پر مبنی حکومت کا قیام عمل میں لائیں گے۔ پھر تقریبا چالیس سال گزار کر اپنی طبعی موت سے اس جہاں فانی کو الوداع کہیں گے۔ آپ علیہ السلام پر امت کے مسلمان نماز جنازہ پڑھ کر آپ ﷺ کے پہلو میں آپ علیہ السلام کو دفن کر دیں گے۔ یہی وہ بات ہے جو مذکورہ نصوص کے بالکل ٹھوس شواہد پر مبنی ہیں۔ دوسری طرف معاصر مفکرین کے افکار کسی مضبوط منصوص دلائل پر قائم نظر نہیں آتے۔ جیسا کہ اس تحقیق سے معلوم ہو جائے گا۔

تعارف موضوع

اسلامی عقائد جو کہ مجموعہ ہے نقل و عقل دونوں کا۔ تاہم عقول انسانی میں تفاوت کے پیش نظر چونکہ ہر عقل کا اس نقل کے فہم تک رسائی نہیں ہوتی۔ لہذا ان عقائد کی تفہیم و تبیین کی خاطر علم کلام کی تدوین کی گئی۔ کہ اس میں نقل کو بنیادی حیثیت دے کر عقل کو اس کا تابع بنایا گیا ہے۔ کہ کوئی بھی وضاحت اور فہم تب تک معتبر نہ ہو گی جب تک اس کی تائید کوئی نقلی دلیل نہ کرتی ہو۔ اس کے برعکس عصر حاضر کے بعض مفکرین جس میں غلام احمد پرویز، جاوید احمد غامدی، اور وحید الدین کا نام سر فہرست ہے فلسفہ جدیدہ اور تجدد پسندی سے متاثر ہو

کر اسلامی عقائد کی ایسی تشریحات کر بیٹھے ہیں۔ جو کہ جمہور امت کے موقف سے یکسر ہٹا ہوا ہے۔ لہٰذا ان آراء کا علمی و تنقیدی جائزہ لینا ضروری ہے تا کہ ان کے دلائل اور استدلال کی نوعیت واضح ہو سکے۔ اور مسلمانوں کو ان صحیح عقائد سے روشناس کیا جائے۔ جو کہ مذکورہ مصادر کے مطابق اس امت میں ساڑھے چودہ سو سال سے متوارث چلی آ رہی ہے۔

قرآنی کریم کے ہاں نزول عیسی علیہ السلام کا تصور

سورۃ "ال عمران" میں عیسی علیہ السلام کا آسمانوں پر جانے کے متعلق ارشاد باری تعالی ہے

﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ﴾۔[1]

ترجمہ: (اس کی تدبیر اس وقت سامنے آئی) جب اللہ نے کہا تھا کہ اے عیسی! میں تمہیں صحیح سالم واپس لے لوں گا، اور تمہیں اپنی طرف اٹھالوں گا۔ (آسان ترجمہ قرآن)

مزید بر آں "سورۃ النساء" میں یہودیوں کا عیسی علیہ السلام کو سولی دینے کی نفی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

(وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ)۔ "

ترجمہ: حالانکہ نہ انہوں نے عیسی (علیہ السلام) کو قتل کیا تھا، نہ انہیں سولی دے پائے تھے بلکہ انہیں اشتباہ ہو گیا تھا۔

جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک ان آیات سے دو باتیں مستفاد ہوتی ہیں۔ ایک عیسی علیہ السلام کا سولی پر نہ چڑھ کر زندہ ہونا دوسرا اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمانوں پر اٹھایا جانا۔

---

[1]۔ سورۃ ال عمران: آیت، ۵۵۔

علاوہ ازیں "سورۃ النساء" میں قیامت کے قریب عیسی علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں تشریف لا کر اہل کتاب کا اس پر ایمان لانے کے متعلق مذکور ہے۔

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا۔[2]

ترجمہ: بلکہ اللہ تعالی نے انہیں اپنے پاس اٹھالیا تھا، اور اللہ تعالی بڑا صاحب اقتدار، بڑا حکمت والا ہے ۔ اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنی موت سے پہلے ضرور بالضرور عیسی علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔

احادیث مبارکہ کے ہاں نزول عیسی علیہ السلام کا تصور

نزول عیسی علیہ السلام کا عقیدہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے ۔ انور شاہ کشمیریؒ کی تصنیف "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح "کا مطالعہ اس کے متعلق کافی وشافی ہے۔ یہاں پر چند احادیث کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

1. " صحیح البخاری" میں روایت ہے۔

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُم وَإِمَامُكُم مِنكُم"۔[3]

"ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہو گا آپ لوگوں کا کہ جب عیسی ابن مریم آپ کے درمیان نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا۔

---

[2] ۔ سورۃ النساء: آیت، ۱۵۸، ۱۵۹۔

[3]. البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، (سطن، دار الطوق النجاہ، ۱۴۲۲ھ) ج، ۴، ص ۱٦۴۔

2.اسی طرح "صحیح البخاری" کے دوسری روایت میں ہے۔

أَنَّ سَعِيدَ بْنَ المسَيِّبِ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ المَالُ حَتَّى لاَ يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا»، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: " وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: {وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ، وَيَوْمَ القِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا} [النساء: 159]۔[4]

سعید بن المسیب نے ابوہریرہؓ سے آپ ﷺ کا یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری (محمد ﷺ) جان ہے۔خا مخواہ قریب ہے کہ تمہارے درمیان عیسی ابن مریم ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔پس وہ صلیب کو توڑ دے گا۔اور خنزیر کو ختم کر دے گا۔جذیہ کو ختم کردے گا۔اور اتنی مالی فراوانی آجائے گی۔کہ کوئی لینے والا نہیں ہو گا۔یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا اور جو دنیا کے اندر ہے اس سے بہتر ہو گا۔پھر ابوہریرہؓ کہنے لگا کہ اگر آپ چاہے تو پڑھ لیں۔تمام اہل کتاب عیسی علیہ السلام کے مرنے سے پہلے اس پر ایمان لائیں گے۔اور عیسی علیہ السلام قیامت کے دن ان پر گواہ ہونگے۔

3. صحیح ابن حبان میں روایت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ {وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ} [الزخرف: 61]، قَالَ نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مِنْ قَبْلِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔[5]

---

[4] ۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، جلد،۴، ص،۱۶۸۔

[5] ۔ محمد بن حبان (۳۵۴ھ)، صحیح ابن حبان، (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، طبع ثانی، ۱۹۹۳) جلد،۱۵، ص،۲۲۸۔

عبد اللہ ابن عباسؓ آیت "وانہ لعلم للساعۃ" کے متعلق آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس آیت سے مراد قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول ہے۔

اہل سنت والجماعت کے ہاں نزول عیسی علیہ السلام کا تصور

1 . "نبراس شرح العقائد" میں ہے

"قد صح فی الحدیث ان عیسی علیہ السلام ینزل من السماء الی الارض فیقتل الدجال ویکسر صلیب النصاری ولا یقبل الجزیۃ من ا لکفار فیجبرھم علی الایمان فلایفقی علی الارض الا دین السلام ویثر المال حتی لا یقبل الصدقۃ احد ولا یکون بین اثنین حسد وعداوۃ والاحادیث فی ذلک کثیرۃ متواترۃالمعنی[6]۔

حدیث سے ثابت ہے کہ بے شک عیسی علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتر آئیں گے۔ پس دجال کو قتل کرکے صلیب کو توڑدے گا۔ اور کفار سے جذیہ قبول نہیں کرے گا۔اور ان کو ایمان پر مجبور کریں گے پس زمین پر سوائے دین اسلام کے کوئی دین باقی نہیں رہے گا ۔اور مال اس قدر بڑھ جائے گا کہ کوئی صدقہ قبول کرنے والا نہیں ہو گا۔ دوبندوں کے درمیان بغض اور دشمنی نہیں رہے گی۔ احادیث اس کے متعلق تواتر معنوی کے ساتھ منقول ہیں۔

2.انور شاہ کشمیری نے اپنی کتاب "اکفار الملحدین فی ضروریات الدین" میں لکھاہیں۔

إنه قد تواتر، وانعقد الإجماع على نزول عيسى بن مريم عليه السلام، فتأويل هذه وتحريفه كفر أيضاً. وقد قال في "روح المعاني" وهو من محققي المتأخرين إن من لم يقل بنزوله فقد أكفره العلماء، وهو على القاعدة في إنكار ما تواتر في الشرع.[7]

---

[6] ۔ فرہاروی، عبد العزیز، نبراس ،(کراچی: مکتبہ البشری، ۲۰۱۵)، ص، ۵۶۴۔

[7] ۔ انور شاہ کشمیری (۱۳۵۳ھ)، اکفار الملحدین فی ضروریات الدین، (پاکستان: المجلس العلمی، طبع ثالث، ۲۰۰۴۔) ص، ۱۱۔

احادیث متواترہ اور اجماع امت کے روسے عیسی ابن مریم کا دوبارہ تشریف لانا ثابت ہے۔ اس میں تاویل یا تحریف کفر ہے۔ روح المعانی میں جو کہ متاخرین محققین میں سے ہیں فرماتے ہیں۔ کہ عیسی علیہ السلام کے نزول کا انکار کرنے والے کو علماء کرام نے کافر قرار دیا ہیں۔ کیونکہ اس سے تواتر شرعی کا انکار لازم آتا ہے۔

3۔"لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية"میں مذکور ہے۔

مِنْهَا أَيْ مِنْ عَلَامَاتِ السَّاعَةِ الْعُظْمَى الْعَلَامَةُ الثَّالِثَةُ أَنْ يَنْزِلَ مِنَ السَّمَاءِ السَّيِّدُ ((الْمَسِيحُ)) عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنُزُولُهُ ثَابِتٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَإِجْمَاعِ الْأُمَّةِ أَمَّا الْكِتَابُ فَقَوْلُهُ {وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ} [النساء: 159] أَيْ لَيُؤْمِنَنَّ بِعِيسَى قَبْلَ مَوْتِ عِيسَى وَذَلِكَ عِنْدَ نُزُولِهِ مِنَ السَّمَاءِ آخِرَ الزَّمَانِ حَتَّى تَكُونَ الْمِلَّةُ وَاحِدَةً مِلَّةُ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُسْلِمًا.

وَأَمَّا السُّنَّةُ فَفِي الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ» " الْحَدِيثَ ۔وَأَمَّا الْإِجْمَاعُ فَقَدْ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى نُزُولِهِ وَلَمْ يُخَالِفْ فِيهِ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الشَّرِيعَةِ، وَإِنَّمَا أَنْكَرَ ذَلِكَ الْفَلَاسِفَةُ وَالْمَلَاحِدَةُ مِمَّنْ لَا يُعْتَدُّ بِخِلَافِهِ ۔[8]

قیامت کے بڑی نشانیوں میں سے تیسری بڑی نشانی عیسی بن مریم کا آسمانوں سے واپس تشریف لانا ہے ان کا دوبارہ تشریف لانا قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے۔ کہ اہل کتاب میں سے ہر ایک قرب قیامت میں عیسی علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔ اور اس کا نزول آسمان سے قیامت کے قریب ہو گا۔ اور اس وقت سوائے ملت ابراہیم کہ کوئی دین باقی نہیں رہے گا۔

رہی سنت تو صحیحین وغیرہ میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے آپ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ خا مخواہ قریب ہے کہ آپ میں عیسی ابن مریم ایک عادل بادشاہ کے روپ میں اتر آئیں۔ پس وہ صلیب کو توڑ کر خنزیر کو قتل کر دے گا۔ جذیہ کو ختم کر دے گا۔

[8] ۔ محمد بن أحمد السفاريني الحنبلي (التوفى:1188ھ) لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية، (دمشق: موسسہ الخافقين، طبع دوم، ۱۹۸۲ء) جلد، ۲، ص، ۹۴۔

اور رہی بات اجماع کی تو تمام امت شرعیہ کا عیسی علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے پر اتفاق ہے۔ اگر کسی نے انکار کیا ہے تو وہ فلاسفہ اور ملاحدۃ ہے جس کا انکار اجماع کے لیے چنداں مضر نہیں۔

اجماع امت کے ہاں نزول عیسی علیہ السلام کا تصور

قرآن و سنت کے علاوہ اجماع امت سے بھی یہ عقیدہ ثابت ہے۔ جیسا کہ انور شاہ کشمیریؒ نے نقل کیا ہیں۔ اور احادیث مبارکہ کی رو سے اس امت کا کسی قول یا فعل پر اجماع کرنا خود اس کی حقانیت کی مستقل دلیل ہے اور اس کے خلاف میں گمراہی ہے۔

جیسا کہ المستدرک علی الصحیحین میں روایت ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لا يَجْمَعُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا وَقَالَ: يَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ فَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ، فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ[9]۔

عبد اللہ ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ فرمایا اللہ تعالی کی مدد جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔ پس آپ جماعت کی پیروی کریں یقینا جو سے الگ ہوا اس کو جہنم کی طرف الگ کیا جائے گا۔

عقل کے ہاں نزول عیسی علیہ السلام کا تصور

نقل کے علاوہ عقل کا بھی یہی تقاضہ ہے کہ قیامت کے قریب حضرت عیسی علیہ السلام کے آنے کو برحق مان کر اس میں چون وچرا سے گریز کیا جائے عقل کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ کا نزول ممکن ہے۔ اور ممکن اس وجہ سے ہے کہ عقل کے پاس اس کے ناممکن ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ ناممکن اگر کوئی چیز ہے دنیا میں تو وہ اجتماع نقیضین ہے یا ارتفاع نقیضین ہے یا جو اس کو متضمن ہو۔ تو یہاں پر یہ کونسے میں

---

9 ۔الحاکم محمد بن عبد اللہ نیشاپوری (۴۰۵ھ)، المستدرک علی الصحیحین، (بیروت: المکتبۃ العلمیہ، طبع اول، ۱۹۹۰ء) جلد، 1، ص ۱۹۹۔

داخل ہے؟ کسی میں بھی نہیں لہذا عقلا ممکن ہوا۔ اور جب اس کی تائید نقل سے بھی ہو جائے تو پھر اس کے ماننے میں کوئی عاقل شخص تردد نہیں کر سکتا۔

غلام احمد پرویز کے ہاں نزول عیسی علیہ السلام کا تصور

1. "مفہوم القرآن" میں سورۃ ال عمران کی آیت (اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ﴾[10] کے تحت لکھتے ہیں

خدا نے عیسی سے کہہ دیا کہ تم اطمینان رکھو۔ ان کی یہ سازش کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی تم اپنی طبعی موت مرو گے میری طرف سے تمہارے مدارج بلند ہوں گے۔ میں تمہیں مخالفین کی دسترس سے بہت دور لے جاؤں گا اور جو الزامات یہ تمہارے خلاف تراشتے ہیں ان سے تمہاری بریت کروں گا۔[11]

اسی طرح یہی تفسیر (کہ رفع سے درجات کی بلندی مراد ہے) سورۃ النساء کی آیات "بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا۔[12] میں بھی کی ہے۔ لکھتے ہیں

بلکہ اللہ نے اس کے مدارج کو بلند کر دیا تھا۔ اور عیسائیوں کا تو یہ عالم ہے کہ وہ مسیح کے صلیب پر جان دینے اور اس طرح ان کے گناہوں کا کفارہ بن جانے پر ایسا محکم یقین رکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی موت کے وقت اس کا اقرار کرتا ہے (خود پادری آکر اس سے کفارہ پر ایمان کا اقرار لیتا ہے) لیکن جب یہ لوگ مسیح کے کفارہ پر ایمان کی بنا پر اپنی بخشش کے لئے خدا کے حضور

---

[10] ۔ سورۃ ال عمران: آیت، ۵۵۔

[11] ۔ غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن (پاکستان: لاہور، طلوع اسلام ٹرسٹ، طبع دہم، ۲۰۰۲) ص، ۱۳۲۔

[12] ۔ سورۃ النساء: آیت،، ۱۵۹، ۱۵۸۔

جائیں گے تو خود مسیح ان کے خلاف شہادت دیں گے کہ انہوں نے ان سے اس قسم کے عقائد رکھنے کا نہیں کہا تھا۔[13]

مذکورہ بالا حوالہ جات میں غلام احمد پرویز عیسی علیہ السلام کا آسمانوں پر جانے کا انکار کرتے ہیں۔ اور رفع سے درجات کی بلندی مراد لیتے ہیں۔

2. اپنی کتاب "قرآنی فیصلے" میں لکھتے ہیں۔

"قرآن میں حضرت عیسی کے زندہ آسمانوں پر چلے جانے اور دوبارہ آنے کا کوئی ذکر نہیں۔ کسی آنے والے کا تصور وہ کوئی پران نبی ہو یا نیا مسیح ہو یا مہدی قرآن کی کھلی ہوئی تعلیم کے خلاف اور ختم نبوت کے نقیض ہے۔[14]

اب دیکھیے نہ کس طرح انہوں نے قرآنی فکر کا نام استعمال کر کے لوگوں کو جمہور امت کے مسلمہ موقف سے ہٹانے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ نصوص جو اوپر مذکور ہیں۔ ان کی رو سے عیسی علیہ السلام کا زندہ آسمانوں پر جانا بالکل عیاں ہے۔ اور دوبارہ آنا تو احادیث متواترہ سے ثابت ہیں۔ کہ وہ (احادیث متواترہ) بھی یقین کا ہی فائدہ دیتی ہیں۔ اور جس طرح قرآن کریم کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح احادیث متواترہ کا انکار بھی کفر ہے۔ اور ختم نبوت کا نقیض تب ہوتا جب مسیح اور مہدی کے متعلق نبی کے شکل میں آنے کا اعتقاد ہو۔ لیکن جب ان کے آنے کا اعتقاد ایک امتی ہونے کی حیثیت سے ہو (جس طرح ہمارا ہے) تو پھر یہ ختم نبوت کی نقیض کیسے ہوا؟

جاوید احمد غامدی کے ہاں نزول عیسی علیہ السلام کا تصور

1. اپنی کتاب "میزان" میں لکھتے ہیں

”نزول مسیح کی روایتوں کو اگرچہ محدثین نے بالعموم قبول کیا ہے لیکن قرآن مجید کی روشنی میں دیکھیے تو وہ بھی محل نظر ہیں۔" ایک جلیل القدر پیغمبر کے زندہ آسمان سے نازل ہو جانے کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے لیکن

[13] ۔ غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ص ۲۳۰۔

[14] ۔ غلام احمد پرویز، قرآنی فیصلے، حصہ اول، صفحہ ۳٦٦

موقع بیان کے باوجود اس واقعے کی طرف کوئی ادنی اشارہ بھی قرآن کے بین الدفتین مذکور نہیں ہے علم و عقل اس خاموشی پر مطمئن ہو سکتے ہیں اسے باور کرنا آسان نہیں ہے۔[15]

پتہ نہیں یہ کونسی علم و عقل کے دروازے پر دستک دیں رہا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ جن کو اللہ تعالی نے علم و عقل سے کچھ نہ کچھ حصہ دیا ہے، انہوں نے تو ساڑھے چودہ سو سال سے لے کر عصر حاضر تک اس عقیدہ میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کیا۔ بلکہ اس مسئلہ کو نقل اور عقل دونوں کے موافق قرار دے کر اس کا یقین کیے ہوئے ہیں۔

رہی بات سکوت کی تو سکوت کہاں ہے۔ بلکہ ان کو زبان رسالت نے تبیین کا حق ادا کرتے ہوئے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اور یہ وہ تبیین ہے جو کہ خود نص قرآنی سے آپ ﷺ کی ذمہ داری ٹھہرائی گئی ہے۔

2. علاوہ ازیں "البیان" میں سورۃ النساء کی آیات " بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا"[16]۔ کے تحت لکھتے ہیں

"اس رفع کی وضاحت قرآن نے سورۃ ال عمران کی آیت ۵۵ میں اس طرح فرمائی ہے کہ وفات کے بعد اللہ تعالی انھیں اپنی طرف اٹھالیں گے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ روح قبض کر کے ان کا جسم بھی اٹھالیا جائے گا۔ تا کہ ان کا دشمن اس کا توہین نہ کر سکیں۔"[17]

ان کے نزدیک یہاں پر آیت کریمہ میں "رفع" سے مراد عیسی علیہ السلام کو موت دینا ہے۔ کہ اللہ تعالی ان کو موت دیں گے۔ حالانکہ اس سے مراد عیسی علیہ السلام کا زندہ ہونے کی حالت میں اٹھانا ہے۔

[15] ۔ جاوید احمد غامدی، میزان، (لاہور: شرکت پرنٹنگ پریس، طبع پنجم، دسمبر، ۲۰۰۹) ص ۱۷٦، ۱۷۷۔

[16] ۔ سورۃ النساء: آیت، ۱۵۸۔۱۵۹۔

[17] ۔ جاوید احمد غامدی، البیان، (لاہور: ٹوپیکل پرنٹنگ پریس، طبع اول، جولائی، ۲۰۱۸) جلد ۱، ص، ۵۷۳۔

آگے چل کر دوسری آیت کا ترجمہ کر کے لکھتے ہیں۔ ان اہل کتاب میں سے ہر ایک اپنی موت سے پہلے لازماً اسی (قرآن) پر یقین کر لے گا۔[18]

یہاں پر غامدی صاحب کے ہاں اہل کتاب کا عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کی بجائے قرآن کریم پر ایمان لانا مراد ہے۔ حالانکہ سیاق وسباق کو دیکھ کر یہ مراد لینا بالکل درست نہیں۔ کیونکہ پہلے آیت (بل رفعہ اللہ الیہ) میں اتفاقاً عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تذکرہ ہے تو یہاں پر بھی "موتہ اور یکون" کے ضمائر میں عیسیٰ علیہ السلام ہی مراد لینا متعین ہے۔ اور یہاں پر قرآن کریم کے متعلق کسی قسم کا تذکرہ نہیں تو پھر وہ کس طرح مراد لیا جاسکتا ہے؟

دوسری بات یہ کہ یہاں پر کونسے اہل کتاب مراد ہے؟ اور کس زمانے کے؟ اور کیا تمام اہل کتاب مرنے سے پہلے قرآن پر ایمان لائیں گے؟ اور اگر آپ کہیں کہ اس سے آخری زمانہ کے اہل کتاب مراد ہے تو اس پر کیا دلیل ہے؟ اور جب آخر میں ایمان لاتے ہیں تو قرآن تو ساڑھے چودہ سو سال سے موجود ہے ابھی تک کیوں اس پر ایمان لانے سے گریزاں ہیں؟ اور اس کے بعد پھر ایسا کیا ہو جائے گا کہ سب اہل کتاب ایمان لیں آئے گے؟ کیا قرآن کریم کا معجزہ ہونا جو تکوینی طور اس کی حقانیت کی ایک مستقل دلیل ہے کیا آج کافی نہیں؟

علاوہ ازیں سورۃ ال عمران کی آیت " اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ١ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ[19]" کے تفسیر کرتے ہوئے "ورافعک الی" سے عیسیٰ علیہ السلام کی موت مراد لیتے ہے۔ لکھتے ہیں۔

---

[19] ۔ ال عمران: آیت، ۵۵۔

یعنی روح قبض کر کے تیرا جسم بھی اپنی طرف اٹھالوں گا۔ تا کہ یہ ظالم اس کی توہین نہ کر سکیں۔[20]

وحید الدین خان کے ہاں نزول عیسی علیہ السلام کا تصور

1. " الرسالہ" میں لکھتے ہیں

"عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور آخری زمانے میں وہ جسمانی طور پر آسمان سے اتر کر زمین پر آئیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ یہ تصور اگرچہ لوگوں میں کافی پھیلا ہوا ہے ،مگر وہ اپنی موجودہ صورت میں نہ قرآن سے ثابت ہوتا ہے اور نہ احادیث سے۔[21]

پہلے اس پر بات ہو گئی کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا آسمانوں پر جانا تو قرآن کریم کے صریح آیات کریمہ سے ثابت ہے۔اور دوبارہ دنیا کو تشریف لانا قرآن کریم سے بطور اشارۃ النص اور احادیث متواترہ میں بطور عبارۃ النص کے بالکل وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

2. اپنی کتاب "قیامت کے الارم" میں لکھتے ہیں۔

"حقیقت یہ ہے کہ مسیح کی آمد سے مراد مسیح کے رول کی آمد ہے۔یعنی دورآخر میں جب کہ دجال ظاہر ہو گا۔اس وقت امت محمدی کا کوئی شخص اٹھے گا۔اور مسیح جیسا رول ادا کرتے ہوئے دجال کے فتنوں کا مقابلہ کرے گا۔اور اس کو شکست دے گا۔امت مسلمہ کے موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے دوبارہ یہ اندیشہ ہے کہ لوگ اپنے مفروضات کے مطابق ایک خود ساختہ مسیح کی آمد کا انتظار کرتے رہیں گے۔جو کہ کبھی آنے والا نہیں۔وہ اسی انتظار میں رہیں گے۔یہاں تک کہ اچانک قیامت آجائے گی۔اور لوگوں کے حصے میں ابدی حسرت اور محرومی کے سوا کچھ اور نہ آئے گا۔ مسیح امت مسلمہ کا ایک مصلحانہ رول کا نام ہے۔نہ آسمان سے نازل ہونے والی کسی پر

---

[20]۔ جاوید احمد غامدی، البیان، جلد،۱، ص،۳۵۹۔

[21] ۔ وحید الدین خان، الرسالہ، ۲۰۱۰، ص،۴٦۔

اسرار شخصیت کا نام۔ امت مسلمہ کے ایک فرد یا یہ رول عیسیٰ بن مریم کے مشابہ ہو گا۔[22] آپ کے تحریرات کے روشنی میں چونکہ دجال بھی نام ہے دین کے غلط تعبیر کا۔ (دجال یا دجالیت کیا ہے۔ اس سے مراد دراصل غلط تعبیر (misinterpretation) کی فکری گمراہی ہے جو دور دجال میں زیادہ بڑے پیمانے پر ظاہر ہو گی (ماہنامہ الرسالہ مئی ۲۰۱۰، ص،۱۱) اب جو اس غلط تعبیر کے فکری گمراہی سے لوگوں کو بچانے کے لیے کام کریں اس کو عیسیٰ علیہ السلام کہنا درست ہے ؟۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کو قرب قیامت کے ساتھ خاص کرنے کی کیا وجہ ہے ؟ یہ تو آپ ﷺ کے زمانہ رسالت سے لے کر ابھی تک ہو رہا ہے، تو تخصیص کی کوئی وجہ سامنے نہیں آتی۔

اس کے علاوہ احادیث مبارکہ میں عیسیٰ ابن مریم کا تذکرہ ہے صرف عیسیٰ علیہ السلام کا نہیں۔ تو کیا اس قید کی کوئی حیثیت نہیں۔ اور اگر ذرا اور بھی آگے بڑھے تو جب عیسیٰ علیہ السلام ایک مصلحانہ رول کا نام ہے تو پھر سارے انبیاء کرام کو ہم عیسیٰ علیہ السلام کہہ سکتے ہیں ؟ کیونکہ ان سب نے مصلحانہ رول ہی ادا کیا ہیں۔ اور کیا تمام صحابہ کرام یا صلحاء امت کو ہم عیسیٰ علیہ السلام کہہ سکتے ہیں ؟۔ اور جب اس نام میں اتنا تعمیم ہے۔ جس طرح آپ کی عبارت سے بخوبی واضح ہے۔ تو پھر احادیث مبارکہ میں اتنے قیودات کا تذکرہ کیوں ہے ؟ کہ وہ آسمانوں سے آئے گا۔ جامع دمشق کے بائیں منارہ پر اترے گا وغیرہ۔ اس سے تو خدانخواستہ کئی نتائج سامنے آتے ہیں۔ آپ ﷺ کی جہالت، یا دروغ گو، یا فضول گو وغیرہ۔ اور یہ تینوں نبوت اور کمالات نبوت کے یکسر خلاف ہے۔

3. مزید بر آں اپنی تفسیر "تذکیر القرآن" میں سورۃ النساء کی آیت "وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا"[23]۔ کے تحت لکھتے ہیں۔

عکرمہ کہتے ہیں کہ کوئی یہودی یا عیسائی نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہ محمد ﷺ وسلم پر ایمان لائے۔[24]

---

[22] ۔ وحید الدین خان ، قیامت کا الارم ، ص، ۵۷، ۵۲، ۵۳، ۵۰۔

[23] ۔ سورۃ النساء: آیت، ۱۵۸۔۱۵۹۔

[24] ۔ وحید الدین خان، تذکیر القرآن، ص، ۲۳۳۔

خان صاحب کے نزدیک یہاں پر اہل کتاب کے ایمان لانے کا مطلب محمد ﷺ پر ایمان لانا ہے۔ حالانکہ یہ بات پہلی گزر گئی۔ کہ جس طرح سیاق وسباق کے روسے یہاں پر قرآن کریم مراد لینا درست نہیں اسی طرح حضرت محمد ﷺ بھی مراد لینا صحیح نہیں کیونکہ کوئی قرینہ ہی اس کے مراد لینے پر موجود نہیں۔ لہذا عکرمہ ؒ کی طرف اس قول کی نسبت قابل تحقیق ہے۔ بشرط صحت جمہور امت کے مقابلہ میں اس کا قول قطعا قابل اعتنا نہیں خصوصا جب اس کا تعلق عقیدہ کے ساتھ ہو۔

علاوہ ازیں آیت " اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰۤى اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ "[25] کے تحت لکھتے ہیں۔

حضرت مسیح یہودی قوم میں پیدا ہوئے مگر یہود نے آپ کی نبوت نہیں مانی انھوں نے آنجناب کو ختم کرنے کے لئے آپ کے خلاف جھوٹا مقدمہ بنایا اور آپ کو فلسطین کی رومی عدالت میں لے گئے عدالت سے آپ کے سولی پر چڑھانے کا فیصلہ ہو گیا مگر اللہ تعالی نے آپ کو آسمان پر اٹھالیا اور رومی سپاہیوں نے ایک اور آدمی کو آپ کی ہم شکل پاکر اسے سولی دے دی۔[26]

مذکورہ عبارت میں آپ بھی عیسی علیہ السلام کا بحالت زندہ آسمانوں پے جانے کے قائل ہے تو جب آپ کے نزدیک بھی اس کو طبعی موت نہیں آئی اور وہ اپنے جسد عنصری کے ساتھ آسمانوں پر چلے گئے ہیں۔ تو پھر قرآن کریم کی آیت کریمہ ("كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ"[27]

ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے) کے عموم کے تحت ان کا دوبارہ دنیا میں آکر اپنی طبعی موت سے یہاں سے جانا ناگزیر ہے۔ اور جب دوبارہ آنا احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے تو پھر انکار یا تاویل کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

تقابلی جائزہ

[25] ۔ ال عمران: آیت، ۵۵۔

[26] ۔ وحید الدین خان، تذکیر القرآن، ص، ۱۳۹۔

[27] ۔ سورۃ ال عمران: آیت، ۱۸۵۔

مقالہ ہذا میں تینوں معاصر مفکرین کا منہج کچھ یوں سامنے آتا ہے۔ کہ غلام احمد پرویز پر عقل پرستی کا رجحان غالب ہے۔ جب کہ جاوید احمد غامدی تنقیدی اصولوں کے بالادستی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے مقابلہ میں روایات کو کچھ زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ جب کہ وحید الدین خان پر دعوتی ذہنیت کا بہت غلبہ ہے۔ جس کے اثر سے وہ کبھی کبھار مجبور ہو کر صریح اور صحیح روایات کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔

خلاصۃ البحث

اسلامی عقائد کی بنیاد نقل پر ہو کر عقل اس کے تابع ہے۔ چونکہ ہر شخص براہِ راست نصوص کو نہیں سمجھ سکتا، اس لیے علم کلام کی تدوین کی گئی۔ تاکہ عقائد کی وضاحت کی جاسکے۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ ہر تشریح نقلی دلائل کے تحت ہو۔ مسلمانوں میں اس کے متعلق دو فکری رجحانات پائے جاتے ہیں

1. ایک اہل سنت والجماعت کا منہج ہے جس میں نقل کو بنیادی مقام حاصل ہے۔ ان کے نزدیک اصول اور فروع میں عقل کی وہ تشریح معتبر ہو گی جو کہ نقل کے موافق ہو۔ اور ان سے سر مو منحرف نہ ہو۔
2. دوسرا عقل پرست اور متجدد مفکرین عقل، فلسفہ اور سائنس کو اصل کا درجہ دے کر نصوص شرعیہ کا یا بالکل انکار کرتے ہیں یا ان میں تاویل کرتے ہیں۔

مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ میں اہل سنت والجماعت کا مسلک نصوص شرعیہ کے ظاہر پر مبنی ہے۔

اور اس کے برعکس غلام احمد پرویز قرآن کریم کے لبادے میں نزولِ مسیح کا انکار کرتے ہوئے اس عقیدے کو مجوسیوں کا عقیدہ قرار دیتے ہیں۔

جب کہ جاوید احمد غامدی احادیث کو تاریخی حیثیت قرار دے کر (کہ اس سے دین میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہو سکتا) قرآن کے مقابلے میں اس کو قابل اعتناء شمار نہ کرتے ہوئے اس عقیدہ کا کھلم کھلا انکار کرتے ہیں۔

وحید الدین خان بھی اپنے داعیانہ مزاج کی وجہ سے حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کو ایک مصلحانہ کردار کا ظہور قرار دیتے ہیں۔

ان تینوں کی یہ تاویلات قرآن، حدیث اور سلف کے فہم کے خلاف ہیں۔

- نزولِ عیسیٰ ابن مریم اسلام کا ایک ایسا حتمی اور یقینی عقیدہ ہے جس میں کسی قسم کی تاویل یا انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔
- یہ عقیدہ چونکہ نقل کے ساتھ ساتھ عقل کے بھی موافق ہے لہذا اس کے ماننے سے انکار کرنا خود عقل کے خلاف ہے۔

سفارشات

1. **نصوصِ شرعیہ کو بطور ماخذ تسلیم کیا جائے۔**

عقائد کے ثبوت اور وضاحت کے لیے قرآن وحدیث کو اصل اور ماخذ کا درجہ دیا جائے۔ اور اس کو سلف صالحین کے فہم کے مطابق سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

2. نقل اور عقل کے مقامات کو ملحوظ نظر رکھا جائے۔

مسائل شرعیہ میں نقل کو اصل کا درجہ دے کر عقل کو اس کے تابع کیا جائے۔ جہاں کوئی صحیح نص بظاہر عقل کے خلاف نظر آئے۔ تو اس کو رد کرنے کی بجائے اپنی عقل کی کوتاہی قرار دے کر اس کو بلا چون وچرا تسلیم کیا جائے۔

3. علمِ کلام کو جدیدیت کا لبادہ پہنایا جائے

چونکہ عصر حاضر میں لوگ مشاہدہ پر فریفتہ ہیں۔۔ لہذا آج کل علم کلام کو بھی سابقہ زمانے کی معقولیت سے نکال کر عصر حاضر کے مشاہدات کی طرف لانا چاہیے ۔ اور لوگوں کو مشاہدات پر مبنی مثالوں سے سمجھانا چاہیے۔

جیسا کہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں میں علم کلام کو معقول سے محسوس کی طرف منتقل کیا ہیں۔ لیکن چونکہ اس میں بھی ضرورت کے تحت اصطلاحات کی پیچیدگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔لہذا ضرورت ہے کہ دور حاضر میں اس کو ذرا آسان انداز میں بیان کیا جائے۔

4 . تعلیمی نصاب میں اصلاحات کی جائے

معاصر میڈیا سکالر کے فتنوں کو بھانپنے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لیے عصری اور دینی نصاب میں عقائد کے متعلق ایسا ٹھوس مواد کو شامل کیا جائے۔ کہ جس کو پڑھنے والا ہر جدید الحادی فکر کے مقابلہ کرنے کا بھرپور سامان اپنے پاس رکھتا ہو۔

5 . میڈیا کا صحیح استعمال کیا جائے

جس طرح معاصر مذہبی مفکرین اپنی غلط افکار کو میڈیا کے ذریعہ پھیلا رہے ہیں اس طرح ضرورت ہے کہ اس بر خلاف صحیح عقائد سے لوگوں کو روشناس کرانے کے لیے میڈیا کو ایک اہم ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جائے۔

6 . عوام میں دینی شعور کو اجاگر کیا جائے۔

عوام میں اس دینی شعور کو بیدار کیا جائے، کہ وہ ہر کسی کی بات اور ہر نئی بات کو اس وقت تک قبول نہ کریں ۔جب تک اس کو مستند علماء کرام کی تائید حاصل نہ ہو جائے۔اور یہ کہ ہر نئی بات کو اپنی عقل کے ترازو میں نہیں بلکہ اس کو مستند علماء کرام کے ترازو میں تولا جائے۔

7 . اہل علم کے درمیان علمی مکالمات کا انعقاد کیا جائے۔

چاہیے کہ مختلف اہل علم کے درمیان علمی نشستیں منعقد ہوں۔ جس میں مختلف اہل علم اپنی آراء کا کھلم کھلا اظہار کر کے اپنے موقف سے اہل علم کو آگاہ کریں۔ پھر اگر کسی کا اس کی رائے پر تحفظات ہو۔ تو وہ اس کی رائے کی قدردانی کرتے ہوئے دلائل کی روشنی میں اس کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کریں۔ اسی سے حق اور باطل کی پہچان بھی آسانی کے ساتھ ہو گی۔ اور معاشرے میں نفرتیں بھی جنم نہیں لیں گی۔

حوالہ جات

1. قرآن مجید: سورۃ آل عمران، آیت 55۔
2. قرآن مجید: سورۃ النساء، آیات 157–159۔
3. البخاری، محمد بن اسماعیل۔ *صحیح البخاری*۔ دار الطوق النجاہ، 1422ھ، جلد 4، صفحہ 164۔
4. البخاری، محمد بن اسماعیل۔ *صحیح البخاری*، جلد 4، صفحہ 168۔
5. ابن حبان، محمد بن حبان (354ھ)۔ *صحیح ابن حبان*۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، طبع ثانی، 1993ء، جلد 15، صفحہ 228۔
6. فرہاروی، عبد العزیز۔ *نبراس*، صفحہ 564۔
7. انور شاہ کشمیری (1353ھ)۔ *اکفار الملحدین فی ضروریات الدین*۔ پاکستان: المجلس العلمی، طبع ثالث، 2004ء، صفحہ 11۔
8. السفارینی الحنبلی، محمد بن أحمد (متوفی 1188ھ)۔ *لوامع الأنوار البھیۃ وسواطع الأسرار الأثریۃ*۔ دمشق: مؤسسہ الخافقین، طبع دوم، 1982ء، جلد 2، صفحہ 94۔
9. الحاکم النیشاپوری، محمد بن عبد اللہ (405ھ)۔ *المستدرک علی الصحیحین*۔ بیروت: المکتبۃ العلمیہ، طبع اول، 1990ء، جلد 1، صفحہ 199۔
10. پرویز، غلام احمد۔ *مفہوم القرآن*۔ لاہور: طلوع اسلام ٹرسٹ، طبع دہم، 2002ء، صفحہ 132 و 230۔
11. پرویز، غلام احمد۔ *قرآنی فیصلے*، حصہ اول، صفحہ 366۔
12. غامدی، جاوید احمد۔ *میزان*، صفحہ 176–177۔
13. غامدی، جاوید احمد۔ *البیان*۔ لاہور: ٹوپیکل پرنٹنگ پریس، طبع اول، جولائی 2018ء، جلد 1، صفحہ 359 اور 573۔
14. وحید الدین خان۔ *الرسالہ*، 2010ء، صفحہ 46۔
15. وحید الدین خان۔ *قیامت کا الارم*، صفحہ 50، 52، 53، 57۔
16. وحید الدین خان۔ *تذکیر القرآن*، صفحہ 139 اور 233۔